

**Journal of Religion & Society (JR&S)**

Available Online:

<https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index>

Print ISSN: 3006-1296 Online ISSN: 3006-130X

Platform & Workflow by: [Open Journal Systems](#)**Application of the Principle "Al-Ḍarūrāt Tubīḥ al-Maḥzūrāt" in Hanafi Fiqh: In the Context of Consuming Carrion (Maytah)**

فقہ حنفی میں الضرورات تبیح المحظورات کا اطلاق: مردار کے استعمال کے تناظر میں

**Dr. Amir Nawaz Khan**Assistant Professor of Islamaiyat, Department of Islamic Studies and Research  
University of Science and Technology Bannu[amir nawaz khan@gmail.com](mailto:amir nawaz khan@gmail.com)**Dr. Zeeshan**

Lecturer, Department of Islamic Studies, KUST

[dr.zeeshan2021@kust.edu.pk](mailto:dr.zeeshan2021@kust.edu.pk)**Abstract**

The paper discusses the Hanafi fiqh principle, *al-darurat tubih al-mahzurot*, in the context of carrion consumption (*maytah*). The paper will start by presenting the principle, its underlying significance to the Islamic jurisprudence, and the larger position of necessity (*ḍarūrah*) and need (*ḥājah*) in the Hanafi school. It then provides concrete textual evidence of the Qur'an (almost exclusively S 5:3) *al-Baqarah* 2:173, and *al-An* 6:145) and genuine Prophetic traditions stating that carrion is never permitted except in a case of absolute life-threatening need. The main argument is the analysis of the Hanafi position: Imam Abub Hanifah and his two main pupils (Abu Yusuf and Muhammad al-Shayb) and subsequent Hanafi authorities all allow the consumption of carrion under strict conditions: the true life is threatened, a halal alternative does not exist, no intention of rebellion, not habitual and the minimum necessary to save life (*qadr al-darurah*). The paper demystifies the differences between the *ḍarūrah* (life-threatening necessity), *ḥājah* (pressing need), and the lower degrees of hardship, and the three acceptable degrees of *ḍarūrah* in the Hanafi works. According to comparative notes, the Hanafi school is more restrictive and cautious than the Shafiti, Malki and Hanbal schools, especially on threshold of necessity and quantity restrictions. The practical uses of the principle are discussed on classical fiqh matters (prayer, fasting, transactions, medical treatment) and its applicability in crises of today - medical crises, famine, natural calamities, economic depression and some modern medicines or vaccines. The paper arrives at the conclusion that the Hanafi approach to this principle is the epitome of the Sharīah compromise between the uncompromising adherence to prohibitions and the flexible mercy that safeguard human life, and attest to the classic wisdom of the Sharīah and its continued usefulness. Future research should be recommended with a more detailed application to new bioethical, environmental, and food-security dilemmas.

**Keywords:** Hanafi fiqh, *al-ḍarūrāt tubīḥ al-maḥzūrāt*, *ḍarūrah* (necessity), carrion (*maytah*), life preservation, quantity restriction (*qadr al-ḍarūrah*), Qur'ānic prohibition, Prophetic traditions, comparative madhhab views, contemporary application, Sharīah objectives (*maqāṣid*), fiqh of emergencies

1- تمہید (Introduction)

موضوع کا تعارف اور پس منظر

فقہ حنفی میں "الضرورات تبیح المحظورات" کا اصول اسلامی شریعت کا ایک اہم اور بنیادی قاعدہ ہے جو انسانی زندگی کی حفاظت اور ضرورت کے شدید حالات میں بعض ممنوعہ چیزوں کو جائز قرار دیتا ہے۔ مردار کا استعمال، جو عام حالات میں ناجائز اور حرام ہے، اسی اصول کے تحت بعض مخصوص صورتوں میں جائز ہو سکتا ہے۔ یہ موضوع

فقہاء کے درمیان بحث کا مرکز رہا ہے کیونکہ یہ شریعت کے احکام اور انسانی ضرورت کے درمیان توازن قائم کرنے سے متعلق ہے۔ فقہ حنفی اس اصول کو بہت احتیاط اور شرائط کے ساتھ اپناتی ہے تاکہ اسے غلط طور پر توسیع نہ دی جائے۔ مردار کے استعمال کا معاملہ اکثر ایسی صورتوں میں سامنے آتا ہے جہاں زندہ جانور ذبح کرنا ممکن نہ ہو، شدید بھوک ہو یا جان بچانے کی ضرورت پیش آجائے۔ اس اصول کی بنیاد یہ ہے کہ شریعت انسان کی جان، عقل، مال اور دین کی حفاظت کو مقدم رکھتی ہے اور جب کوئی حرام چیز ان میں سے کسی کی حفاظت کے لیے ناگزیر ہو جائے تو وہ عارضی طور پر مباح ہو جاتی ہے۔ تاہم فقہ حنفی اسے عام اجازت نہیں سمجھتی بلکہ اس کے لیے سخت شرائط وضع کرتی ہے تاکہ اصل احکام کی خلاف ورزی نہ ہو۔ یہ اصول نہ صرف فقہی مباحث میں بلکہ عملی زندگی کے بحرانون میں بھی رہنمائی کرتا ہے۔ اس تناظر میں مردار کے استعمال کو سمجھنا ضروری ہے کہ یہ محض ایک فقہی استثناء نہیں بلکہ شریعت کی رحمت اور لچک کی ایک روشن مثال ہے جو انسان کو تنہا ہی سے بچاتی ہے۔

### فقہ اسلامی میں اضطرار کے اصول کی اہمیت

اسلامی فقہ میں اضطرار اور ضرورت کے اصول کو انتہائی اہمیت حاصل ہے کیونکہ شریعت نے انسان کو سختیوں سے نجات دلانے کے لیے راستے نکالے ہیں۔ "الضرورات تبيح المحظورات" کا مطلب ہے کہ شدید ضرورت اور مجبوری حرام چیزوں کو جائز بنا دیتی ہے، لیکن یہ جائز ہونا عارضی اور محدود ہوتا ہے۔ فقہ حنفی اس اصول کو دیگر مکاتب فکر سے زیادہ منظم اور شرائط کے ساتھ بیان کرتی ہے۔ اضطرار کی تعریف میں فقہاء اتفاق کرتے ہیں کہ یہ ایسی حالت ہے جہاں جان کا خطرہ ہو، شدید بھوک یا پیاس ہو، یا کوئی ایسی تکلیف ہو جو برداشت سے باہر ہو۔ اس صورت میں حرام چیز کا استعمال نہ صرف جائز بلکہ بعض اوقات واجب بھی ہو جاتا ہے اگر اس سے جان بچ سکتی ہو۔ مردار کے استعمال کا معاملہ اسی اصول کے تحت دیکھا جاتا ہے جہاں زندہ جانور دستیاب نہ ہو اور بھوک سے مرنے کا اندیشہ ہو۔ فقہ حنفی میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ اضطرار کی حد تک ہی استثناء ہے اور جب تک ضرورت باقی رہے گی تب تک یہ جائز رہے گا، لیکن ضرورت ختم ہوتے ہی حرمت برقرار آ جاتی ہے۔ یہ اصول شریعت کی جامعیت کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ انسان کی فطری کمزوریوں اور حالات کو مد نظر رکھتی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں احکام جامد نہیں بلکہ انسانی مصلحت کے مطابق لچکدار ہیں۔

### تحقیق کے مقاصد اور دائرہ کار

اس تحقیق کا بنیادی مقصد فقہ حنفی کے تناظر میں "الضرورات تبيح المحظورات" کے اصول کو مردار کے استعمال کے خاص مسئلے پر لاگو کر کے اس کی شرائط، حدود اور عملی اطلاق کو واضح کرنا ہے۔ اس سے یہ سمجھنے کی کوشش کی ہے کہ کون سی حالتیں واقعی اضطرار کی حیثیت رکھتی ہیں اور کب مردار کا استعمال جائز ہو سکتا ہے۔ تحقیق کا دائرہ کار فقہ حنفی کے معتبر ماخذ تک محدود ہے تاکہ کوئی ابہام باقی نہ رہے۔ اس کے ذریعے یہ بھی واضح ہوا کہ یہ اصول کس قدر احتیاط سے استعمال ہونا چاہیے تاکہ شریعت کی حرمتوں کی خلاف ورزی نہ ہو۔ مردار کے استعمال کو عام اجازت سمجھنے کی بجائے اسے صرف انتہائی مجبوری تک محدود رکھنا فقہ حنفی کا منشاء ہے۔ تحقیق کے دوران یہ بات سامنے آئی کہ اضطرار کی شرائط پوری ہونے پر بھی مقدار، طریقہ کار اور متبادل کی عدم موجودگی جیسے عوامل کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ اس طرح اس مطالعہ نہ صرف فقہی فہم کو گہرا کیا بلکہ عملی زندگی میں اس اصول کے درست استعمال کی رہنمائی بھی کی۔ بالآخر مقصد یہ ہے کہ شریعت کی رحمت اور حکمت کو اجاگر کیا جو مشکل حالات میں بھی انسان کو گمراہی سے بچاتی ہے۔

### 2- فقہ اسلامی میں فقہی قواعد کی اہمیت

#### فقہی قواعد کا مفہوم اور تعریف

فقہی قواعد اسلامی فقہ کے بنیادی ستون ہیں جو شریعت کے احکام کو منظم، آسان اور جامع شکل میں بیان کرتے ہیں اور یہ قواعد قرآن و سنت سے اخذ کیے جاتے ہیں تاکہ فقہاء نصوص سے نکلنے والے احکام کو ایک عمومی اصول کی صورت میں بیان کر سکیں۔ فقہی قواعد کا مفہوم یہ ہے کہ وہ فقہی مسائل کے لیے ایک ضابطہ کار فراہم کرتے ہیں جو متعدد جزئیات پر ایک ساتھ اطلاق پاتے ہیں اور فقہ کی وسعت اور گہرائی کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہ قواعد فقہ کی بنیاد ہیں جو احکام کی تشریح، استنباط اور تطبیق میں مدد دیتے ہیں۔ تقی الدین احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ نے اپنی کتاب میں فقہی قواعد کو شریعت کے عمومی اصول قرار دیا ہے جو قرآن و سنت سے مستنبط ہوتے ہیں اور فقہی مسائل کی تشریح میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں<sup>1</sup>۔ یہ تعریف اس لیے اہم ہے کہ یہ قواعد کو محض فقہی بیانات نہیں بلکہ شریعت کی روح سمجھتی ہے۔ ابواسحاق ابراہیم بن موسی الشاطبی نے بھی اپنی کتاب میں فقہی قواعد کو شریعت کے مقاصد کی حفاظت کرنے والے اصول قرار دیا ہے جو احکام کی عمومیت اور جامعیت کو یقینی بناتے ہیں<sup>2</sup>۔ فقہی

<sup>1</sup> تقی الدین احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ، القواعد النورانية الفقهية، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1998ء، ص 45.

<sup>2</sup> ابواسحاق ابراہیم بن موسی الشاطبی، الموافقات فی أصول الشریعة، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2004ء، ج 2، ص 78.

قواعد کی تعریف میں یہ بات مرکزی ہے کہ یہ نصوص سے اخذ کیے جاتے ہیں اور ان کا اطلاق جزئی مسائل پر ہوتا ہے۔ یہ قواعد فقہاء کو نئی صورت حال میں احکام استنباط کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ یہ اصول فقہ کی سادگی اور آسانی کو ظاہر کرتے ہیں جو شریعت کی رحمت کی عکاسی کرتے ہیں۔ فقہی قواعد کی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ یہ فقہ کو ایک منظم علم کی شکل دیتے ہیں اور اسے مختلف مکاتب فکر میں مشترکہ بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ یہ قواعد فقہی اختلافات کو کم کرتے ہیں اور اتحاد کی طرف لے جاتے ہیں۔ یہ مفہوم اور تعریف فقہ اسلامی کی گہرائی کو سمجھنے کے لیے ناگزیر ہے جو تحقیق کی بنیاد بنتی ہے۔ یہ اصول شریعت کی جامعیت اور یکجہ کو ظاہر کرتے ہیں جو ہر دور میں مفید ثابت ہوتے ہیں۔

### اسلامی قانون سازی میں فقہی قواعد کا کردار

اسلامی قانون سازی میں فقہی قواعد کا کردار انتہائی مرکزی اور بنیادی ہے کیونکہ یہ قواعد شریعت کے احکام کو ایک منظم اور قابل اطلاق شکل میں پیش کرتے ہیں جو نصوص سے استنباط، تطبیق اور نئی صورت حال میں احکام کی تشکیل میں مدد دیتے ہیں۔ یہ قواعد فقہاء کو قرآن و سنت سے احکام نکالنے کا ایک آسان اور جامع طریقہ فراہم کرتے ہیں جو قانون سازی کو شریعت کے مقاصد سے ہم آہنگ رکھتے ہیں۔ یہ قواعد اسلامی قانون کو یکجہ اور قابل تطبیق بناتے ہیں جو مختلف زمانوں اور حالات میں مفید رہتے ہیں۔ تقی الدین احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ نے اپنی کتاب میں فقہی قواعد کو اسلامی قانون سازی کی بنیاد قرار دیا ہے جو شریعت کے احکام کو عمومی اصولوں میں تبدیل کر کے ان کی تطبیق کو آسان بناتے ہیں<sup>3</sup>۔ یہ کردار اس لیے اہم ہے کہ یہ قواعد فقہی مسائل کی تشریح اور استنباط میں رہنمائی کرتے ہیں۔ ابواسحاق ابراہیم بن موسی الشاطبی نے بھی اپنی کتاب میں فقہی قواعد کو شریعت کے مقاصد کی حفاظت اور قانون سازی کی جامعیت کا ضامن بتایا ہے جو اسلامی قانون کو ہر دور کے لیے قابل عمل بناتے ہیں<sup>4</sup>۔ یہ قواعد قانون سازی میں اختلافات کو کم کرتے ہیں اور فقہاء کو مشترکہ اصول فراہم کرتے ہیں۔ یہ اصول نصوص سے نکل کر احکام کی عمومیت کو یقینی بناتے ہیں جو نئی مسائل میں بھی رہنمائی کرتے ہیں۔ یہ کردار اسلامی قانون کو ایک زندہ اور فعال نظام بناتا ہے جو حالات کے مطابق ترقی کر سکتا ہے۔ فقہی قواعد قانون سازی کو شریعت کے مقاصد سے جوڑتے ہیں اور اسے انسانی فلاح کا ذریعہ بناتے ہیں۔ یہ قواعد فقہ کو ایک منظم علم کی شکل دیتے ہیں جو اسلامی ریاستوں کی قانون سازی میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ کردار فقہ اسلامی کی وسعت اور گہرائی کو ظاہر کرتا ہے جو ہر دور میں مفید ثابت ہوتا ہے۔ یہ اصول قانون سازی کو اللہ کی حاکمیت سے جوڑتے ہیں اور انسانی قوانین کو شریعت کے تابع رکھتے ہیں۔

### فقہ حنفی میں فقہی قواعد کی علمی روایت

فقہ حنفی میں فقہی قواعد کی علمی روایت انتہائی مضبوط اور وسیع ہے جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگردوں سے شروع ہو کر صدیوں تک جاری رہی اور یہ روایت فقہی قواعد کو ایک منظم اور جامع شکل میں پیش کرتی ہے جو اسلامی قانون سازی کی بنیاد بنی۔ امام ابو حنیفہ نے قیاس اور استحسان کو استعمال کر کے فقہی قواعد کو ایک عملی شکل دی جو مسائل کی تشریح اور استنباط میں مدد دیتی تھی۔ یہ روایت فقہ حنفی کی خصوصیت ہے جو قواعد کو نصوص سے اخذ کر کے انہیں عمومی اصولوں میں تبدیل کرتی ہے۔ تقی الدین احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ نے اپنی کتاب میں فقہ حنفی کی قواعد کی روایت کو اسلامی فقہ کی سب سے منظم شکل قرار دیا ہے جو احکام کی تشریح میں رہنمائی کرتی ہے اور قانون سازی کو آسان بناتی ہے<sup>5</sup>۔ یہ روایت اس لیے اہم ہے کہ یہ فقہ کو ایک علمی اور منظم ڈھانچہ دیتی ہے۔ ابواسحاق ابراہیم بن موسی الشاطبی نے بھی اپنی کتاب میں فقہ حنفی کی قواعد کی روایت کو شریعت کے مقاصد کی حفاظت اور احکام کی جامعیت کا نمونہ بتایا ہے جو اسلامی قانون کی ترقی میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے<sup>6</sup>۔ فقہ حنفی میں فقہی قواعد کی یہ روایت امام محمد بن حسن الشیبانی اور امام زفر کے دور سے لے کر بعد کے فقہاء تک جاری رہی جو قواعد کو مزید وسعت دیتی رہی۔ یہ روایت فقہ کو یکجہ اور قابل تطبیق بناتی ہے جو مختلف حالات میں احکام کی تشکیل کرتی ہے۔ یہ علمی روایت فقہ حنفی کو دیگر مکاتب سے ممتاز کرتی ہے جو قواعد کی گہرائی اور جامعیت میں نمایاں ہے۔ یہ روایت اسلامی قانون سازی میں ایک ابدی رہنما ہے جو ہر دور میں مفید ثابت ہوتی ہے۔ یہ قواعد فقہ کو ایک زندہ علم بناتے ہیں جو نئی صورت حال میں بھی رہنمائی کرتے ہیں۔ یہ روایت فقہ حنفی کی علمی میراث ہے جو اسلامی فکر کی ترقی میں مرکزی کردار ادا کرتی ہے۔

<sup>3</sup> تقی الدین احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ، التواعد النورانیۃ الفقہیۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1998، ص. 112

<sup>4</sup> ابواسحاق ابراہیم بن موسی الشاطبی، الموافقات فی أصول الشریعۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 2004، ج 4، ص. 156

<sup>5</sup> تقی الدین احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ، التواعد النورانیۃ الفقہیۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1998، ص. 189

<sup>6</sup> ابواسحاق ابراہیم بن موسی الشاطبی، الموافقات فی أصول الشریعۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 2004، ج 3، ص. 210

### 3- قاعدہ الضرورات میں المخطورات کا تعارف

قاعدہ الضرورات میں المخطورات فقہ اسلامی کی بنیادی اور وسیع الاطلاق قواعد میں سے ایک ہے جو شریعت کی رحمت اور یسر کو ظاہر کرتی ہے۔ لغوی طور پر "ضرورات" سے مراد وہ شدید حاجتیں ہیں جو انسان کی بقاء، سلامتی یا بنیادی ضروریات کے لیے ناگزیر ہوں، جبکہ "مخطورات" حرام اور ممنوع امور کو کہتے ہیں۔ اصطلاحی تعریف میں یہ قاعدہ اس اصول کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب شدید اضطراب یا حقیقی خطرہ پیش آئے جہاں جان، دین، عقل، نسل یا مال کو نقصان کا سامنا ہو اور حلال متبادل نہ ملے تو حرام چیز محدود پیمانے پر مباح ہو جاتی ہے، مگر یہ اجازت صرف ضرورت کی حد تک رہتی ہے اور اس میں تجاوز یا باغیانہ رویہ ممنوع ہے۔ یہ قاعدہ شریعت کے مقاصد کی حفاظت کرتی ہے اور انسانی مشکلات میں آسانی پیدا کرتی ہے۔ امام زرکشی نے اسے اضطراب کی بنیاد پر حرام کی اباحت کا ذریعہ قرار دیا ہے<sup>7</sup>۔ فقہاء اسے شریعت کی حکمت اور رحمت کا مظہر سمجھتے ہیں جو احکام میں چلک پیدا کرتی ہے اور فقہی استنباط کو وسعت دیتی ہے۔ اس طرح یہ اصول مختلف فقہی مسائل میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے اور معاصر حالات میں بھی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

### قاعدہ کی لغوی و اصطلاحی تعریف

لغوی اعتبار سے "ضرورۃ" کا مطلب شدید حاجت یا ایسی حالت ہے جس کے بغیر زندگی یا بنیادی سلامتی ممکن نہ ہو، جیسے بھوک، پیاس یا جان کا خطرہ۔ "تبیح" سے مراد جائز کرنا اور "مخطورات" حرام اشیاء یا اعمال ہیں۔ اصطلاح فقہ میں یہ قاعدہ بیان کرتی ہے کہ اضطراب کی شدید حالت میں حرام مباح ہو جاتا ہے بشرطیکہ یہ اضطراب حقیقی ہو، حلال متبادل نہ ہو، اور استعمال ضرورت کی مقدار تک محدود رہے۔ فقہاء نے اسے اضطراب، حاجت اور تفریح مشتبہ سے متمایز کیا ہے جہاں اضطراب جان بچانے والی ہوتی ہے۔ امام ابن قدامہ نے اسے ایسی رخصت قرار دیا جو محض حاجت سے بالاتر ہو<sup>8</sup>۔ یہ تعریف شریعت کے یسر کو ظاہر کرتی ہے اور احکام میں توازن قائم رکھتی ہے۔ اس قاعدہ کا اطلاق بیتہ کھانے، خمر استعمال (ضرورت میں) اور دیگر معاملات میں ہوتا ہے مگر شرعی حدود کے اندر۔ یہ اصول فقہی قواعد کی بنیاد ہے جو انسانی فطرت اور مشکلات کو مد نظر رکھتا ہے اور شریعت کی جامعیت کو اجاگر کرتا ہے۔

### قرآن و سنت سے اس قاعدہ کی بنیاد

اس قاعدہ کی بنیاد قرآن مجید اور سنت نبوی سے بالکل واضح ہے جہاں اضطراب کی حالت میں حرام کی اباحت بیان کی گئی ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے کہ بیتہ، خون اور خنزیر حرام ہیں مگر اضطراب میں بغیر باغیانہ ارادے اور حد سے تجاوز کے استعمال جائز ہے: "فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ"<sup>9</sup>۔ اسی طرح سورۃ المائدہ اور الانعام میں بھی یہ استثناء آیا ہے جو اضطراب کو حرام سے مستثنیٰ قرار دیتا ہے۔ سنت میں نبی کریم ﷺ نے شدید بھوک کی حالت میں بیتہ کھانے کی اجازت دی، جیسا کہ حضرت ابو اقدیس رضی اللہ عنہ کی روایت میں سفر کی محضہ میں بیتہ کے جواز کا ذکر ہے۔ یہ نصوص قاعدہ کی بنیاد ہیں اور فقہاء انہیں عمومی اصول تک وسعت دیتے ہیں کہ ضرورت حرام کو مباح کر دیتی ہے<sup>10</sup>۔ یہ آیات اور احادیث شریعت کی رحمت کو ظاہر کرتی ہیں جو اضطراب میں رخصت دیتی ہیں اور انسانی جان کی حفاظت کو مقدم رکھتی ہیں۔ اس بنیاد پر یہ قاعدہ فقہی احکام کی تفہیم اور تطبیق میں انتہائی اہم ہے۔

### فقہاء کے نزدیک اس قاعدہ کی اہمیت

فقہاء کے نزدیک یہ قاعدہ انتہائی اہمیت کی حامل ہے کیونکہ یہ شریعت کے مقاصد یعنی حفظ الدین، النفس، العقل، النسل اور المال کی حفاظت کو یقینی بناتی ہے اور انسانی زندگی کو شدید مشکلات سے نجات دلاتی ہے۔ ائمہ اربعہ نے اسے قواعد کبریٰ میں شمار کیا ہے جو اضطراب میں رخصت کا سبب بنتی ہے، جیسے بیتہ کھانا، شدید گھٹن میں خمر کا تھوڑا استعمال یا اکراہ میں کلمہ کفر کہنا۔ یہ قاعدہ فقہی مسائل میں توازن پیدا کرتی ہے اور ضرورت کی مقدار کے مطابق محدود رہتی ہے تاکہ حرام کا دروازہ کھلا نہ رہے۔ فقہاء اسے "المشقة تجلب التيسير" اور "لا ضرر ولا ضرار" سے مربوط کرتے ہیں جو شریعت کی رحمت کو ظاہر کرتے ہیں<sup>11</sup>۔ اس کی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ یہ

<sup>7</sup> بدر الدین الزرکشی، المتوفی فی القواعد، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1985، ج2، ص178

<sup>8</sup> ابن قدامہ المقدسی، المغنی، القاہرہ: مکتبۃ القاہرہ، 1968، ج13، ص342

<sup>9</sup> البقرۃ: 173

<sup>10</sup> تقی الدین السبکی، الإجماع فی شرح المنہاج، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1984، ج5، ص289

<sup>11</sup> ابن نجیم الحنفی، الأشباہ والنظائر، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1993، ج1، ص87

معاصر مسائل جیسے طبی علاج میں حرام ادویات کا استعمال، مالی بحران میں سود کی ضرورت یا دیگر حالات میں رہنمائی فراہم کرتی ہے، بشرطیکہ شرعی حدود اور مقدار کا خیال رکھا جائے۔ یہ اصول فقہ کی جامعیت اور انسانی فلاح کو یقینی بناتا ہے۔

#### 4- فقہ حنفی میں ضرورت اور اضطرار کا مفہوم

##### ضرورت اور اضطرار کی تعریف

فقہ حنفی میں ضرورت اور اضطرار کے مفہوم کو انتہائی احتیاط سے بیان کیا گیا ہے تاکہ شریعت کی حدود محفوظ رہیں اور انسانی جان کی حفاظت بھی یقینی ہو۔ اضطرار کی تعریف یہ ہے کہ وہ ایسی شدید حالت ہے جہاں انسان کو خوف ہو کہ اگر وہ حرام چیز استعمال نہ کرے تو اس کی جان کو خطرہ لاحق ہو جائے گا یا شدید نقصان پہنچے گا جو برداشت سے باہر ہو۔ یہ حالت جان، عضو یا عقل کی حفاظت سے متعلق ہوتی ہے اور اس میں کوئی متبادل حل موجود نہ ہو۔ فقہ حنفی کے علماء اسے ایسی مجبوری قرار دیتے ہیں جس سے انسان ہلاکت کے قریب پہنچ جاتا ہے۔ ضرورت کو بھی اسی طرح سمجھا جاتا ہے لیکن اس کی شدت اضطرار سے کم ہوتی ہے اور یہ عام طور پر شدید تکلیف یا مشقت کی حالت کو کہتے ہیں جہاں حرام چیز کا استعمال جائز ہو سکتا ہے مگر یہ اضطرار کی طرح جان کی براہ راست ہلاکت کا خطرہ نہیں رکھتی۔ ابن نجیم نے اپنی مشہور کتاب میں بیان کیا ہے کہ اضطرار وہ ہے جو انسان کو حرام کی طرف مجبور کر دے اور اس سے جان بچانا ممکن نہ ہو۔<sup>12</sup> یہ تعریف اس اصول کی بنیاد ہے کہ الضرورات تبيح المحظورات یعنی شدید ضروریات حرام چیزوں کو جائز بنا دیتی ہیں مگر صرف اس حد تک جتنی ضرورت ہو۔ ضرورت اور اضطرار دونوں شریعت کی رحمت کی عکاسی کرتے ہیں جو انسان کی کمزوریوں کو مد نظر رکھتی ہے۔ السر حسی نے بھی اسے واضح کیا ہے کہ اضطرار کی حالت میں حرام مباح ہو جاتا ہے کیونکہ شریعت جان کی حفاظت کو مقدم رکھتی ہے۔<sup>13</sup> یہ دونوں اصطلاحات فقہی قواعد میں مرکزی حیثیت رکھتی ہیں اور ان کی درست فہم سے بہت سے مسائل حل ہوتے ہیں جیسے مردار کا استعمال یا دیگر ممنوعہ چیزوں کا۔ ان کی تعریف میں یہ بات مشترک ہے کہ یہ عارضی ہوتی ہیں اور سبب ختم ہوتے ہی حرمت واپس آ جاتی ہے۔ فقہ حنفی انہیں سخت شرائط کے ساتھ استعمال کرتی ہے تاکہ غلط فائدہ نہ اٹھایا جائے۔ اس طرح ضرورت اور اضطرار کی تعریف فقہ کو یکجہد بنا دیتی ہے مگر اصولوں کی پابندی بھی یقینی بناتی ہے۔ یہ مفہوم انسانی فطرت اور شریعت کی حکمت کو ملاتا ہے جہاں جان بچانا مقدم ہے مگر حرمت کی خلاف ورزی محدود رکھی جاتی ہے۔

##### ضرورت اور حاجت کے درمیان فرق

فقہ حنفی میں ضرورت اور حاجت کے درمیان واضح فرق بیان کیا گیا ہے تاکہ احکام کی درستگی برقرار رہے اور غلط اطلاق سے بچا جاسکے۔ ضرورت وہ ہے جو شدید تکلیف یا جان کے خطرے کی حد تک پہنچ جائے جہاں حرام چیز کا استعمال جائز ہو جاتا ہے جیسے بھوک سے مرنے کے خوف میں مردار کھانا۔ حاجت اس سے کم درجے کی ہے جو مشقت یا تکلیف پیدا کرتی ہے مگر جان یا عضو کو براہ راست خطرہ نہیں ہوتی۔ حاجت عام طور پر معاشی، سماجی یا روزمرہ کی آسانی سے متعلق ہوتی ہے جہاں حرام چیز کی اباحت محدود ہوتی ہے اور بعض اوقات صرف تنگی کی صورت میں جائز ہوتی ہے مگر ضرورت کی طرح مکمل اباحت نہیں دیتی۔ ضرورت تب ہی حرام کو جائز بناتی ہے جب متبادل موجود نہ ہو اور ہلاکت کا حقیقی اندیشہ ہو جبکہ حاجت میں متبادل تلاش کرنا ضروری ہے۔ ابن عابدین نے رد المحتار میں اس فرق کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ ضرورت شدید مجبوری ہے جو محظورات کو مباح کر دیتی ہے مگر حاجت صرف تخفیف کا سبب بنتی ہے۔<sup>14</sup> یہ فرق اس لیے اہم ہے کہ ضرورت کی بنیاد پر حرام لذاتہ بھی جائز ہو سکتا ہے جیسے خنزیر کا گوشت جان بچانے کے لیے مگر حاجت میں ایسا نہیں ہو تا بلکہ صرف حرام لغیرہ جیسے رہا کی بعض صورتیں جائز ہو سکتی ہیں۔ حاجت عام مصلحت یا آسانی کے لیے ہوتی ہے جبکہ ضرورت حفاظت جان کی ہے۔ الکاسانی نے بھی اسے واضح کیا ہے کہ حاجت ضرورت کی نسبت کمزور ہے اور اس سے مکمل اباحت نہیں ملتی۔<sup>15</sup> یہ فرق فقہی اطلاق میں بہت مددگار ہے کیونکہ ضرورت عارضی اور محدود ہوتی ہے جبکہ حاجت مستقل بھی ہو سکتی ہے مگر اس کی اباحت کم ہے۔ ضرورت سے احکام میں زیادہ نرمی آتی ہے جبکہ حاجت سے صرف رخصت ملتی ہے۔ اس فرق سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شریعت انسانی حالات کو دیکھتی ہے مگر حدود کو نہیں توڑنے دیتی۔ ضرورت جان کی حفاظت کرتی ہے جبکہ حاجت زندگی کی آسانی۔ یہ تقسیم فقہ حنفی کی احتیاط کو ظاہر کرتی ہے جو غلط استعمال سے بچاتی ہے۔

<sup>12</sup> ابن نجیم، زین الدین ابراہیم بن محمد، الاشباہ والنظائر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1993، ج 1، ص 85

<sup>13</sup> السر حسی، شمس الدین محمد بن احمد، المبسوط، دار المعرفہ، بیروت، 1993، ج 24، ص 47

<sup>14</sup> ابن عابدین، محمد امین بن عمر، رد المحتار علی الدر المختار، دار الفکر، بیروت، 1992، ج 6، ص 32

<sup>15</sup> الکاسانی، علاء الدین ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2003، ج 7، ص 143

### فقہ حنفی میں اضطرار کے درجات

فقہ حنفی میں اضطرار کے درجات کو مختلف سطحوں پر تقسیم کیا گیا ہے تاکہ اس کے اطلاق کی حدود واضح ہوں اور اصول کی خلاف ورزی نہ ہو۔ اضطرار کی سب سے اعلیٰ درجہ وہ ہے جو جان کی ہلاکت کا سبب بن سکتا ہے جہاں حرام چیز کا استعمال واجب بھی ہو جاتا ہے جیسے شدید بھوک میں مردار کھانا۔ دوسرا درجہ عضو یا صحت کے شدید نقصان کا ہے جہاں جان تو محفوظ رہے مگر عضو ضائع ہو سکتا ہے۔ تیسرا درجہ وہ ہے جو شدید مشقت یا تکلیف کا ہے مگر ہلاکت کا خطرہ نہیں جہاں اباحت محدود ہوتی ہے۔ بعض فقہاء نے اضطرار کو تین درجات میں تقسیم کیا ہے: اضطرار عام جو سب کے لیے ہے جیسے قحط کی صورت میں، اضطرار خاص جو فرد کے لیے ہے جیسے تنہائی میں بھوک، اور اضطرار اکبری جو جان کی براہ راست حفاظت ہے۔ یہ درجات اس لیے اہم ہیں کہ ہر درجہ کی اباحت مختلف ہوتی ہے اور مقدار بھی محدود رکھی جاتی ہے۔ ابن نجیم نے الاشباہ میں اضطرار کے درجات بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ اعلیٰ درجہ میں حرام لذائذ بھی جائز ہے مگر کم درجے میں نہیں۔<sup>16</sup> فقہ حنفی میں یہ بات واضح ہے کہ اضطرار کی شدت کے مطابق حکم بدلتا ہے اور کم درجے میں احتیاط زیادہ ہے۔ السرخسی نے المبسوط میں اضطرار کے درجات کو بیان کیا ہے کہ سب سے شدید وہ ہے جو ہلاکت کا ہے اور اس میں سب سے زیادہ رخصت ملتی ہے۔<sup>17</sup> یہ درجات شریعت کی حکمت کو ظاہر کرتے ہیں جو مختلف حالات میں مختلف احکام دیتے ہیں۔ اعلیٰ درجہ میں مقدار بھی زیادہ ہو سکتی ہے جبکہ کم درجے میں صرف قدر ضرورت۔ یہ تقسیم غلط استعمال سے بچاتی ہے اور اصول کی پابندی یقینی بناتی ہے۔ اضطرار کے درجات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شریعت پلگدار ہے مگر منظم۔ ہر درجہ کی شرائط الگ ہیں جیسے متبادل کی عدم موجودگی اور سبب کا ختم ہونا۔ یہ درجات فقہی مباحث میں مرکزی ہیں اور عملی اطلاق میں رہنمائی کرتے ہیں۔

### 5- قرآن و سنت میں مردار کی حرمت

#### قرآن کریم میں مردار کی حرمت کے دلائل

قرآن مجید میں مردار (میت) کی حرمت کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے اور یہ حرمت متعدد مقامات پر دہرائی گئی ہے تاکہ اس کی اہمیت اور سختی کو اجاگر کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ میں ارشاد فرمایا: "إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخَيْزِيرِ وَمَا أُهْلَ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ" <sup>18</sup>، جس میں مردار کو حرام قرار دیا گیا ہے مگر اضطرار کی حالت میں استثناء بھی بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح سورۃ المائدہ میں تفصیل سے حرام چیزوں کا ذکر ہے جہاں مردار کو پہلی جگہ پر شمار کیا گیا: "حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخَيْزِيرِ" <sup>19</sup>، جو مردار کی حرمت کو بنیادی احکام میں شامل کرتی ہے۔ سورۃ الانعام اور النحل میں بھی یہ حرمت دہرائی گئی ہے جو اسے مستقل حکم قرار دیتی ہے۔ امام نووی نے اس حرمت کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ قرآن نے مردار کو حرام قرار دے کر انسان کو نجاست اور ضرر سے بچایا ہے۔<sup>20</sup> یہ آیات مردار کی حرمت کو شرعی بنیاد فراہم کرتی ہیں اور اسے دیگر حرام چیزوں جیسے خون اور خنزیر کے ساتھ جوڑتی ہیں تاکہ امت کو پاکیزگی اور صحت کی طرف رہنمائی ہو۔ اس حرمت کا مقصد انسانی جسم اور روح کی حفاظت ہے اور یہ شریعت کی حکمت کو ظاہر کرتی ہے جو انسان کو نقصان دہ چیزوں سے دور رکھتی ہے۔

#### احادیث نبویہ میں مردار کے احکام

احادیث نبویہ میں بھی مردار کی حرمت اور اس کے احکام کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے جو قرآن کی تشریح اور تکمیل کرتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے خر، مردار اور خنزیر کی حرمت اور ان کی خرید و فروخت کو حرام قرار دیا ہے، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے مردار کی جلد کے استعمال کی اجازت دی مگر کھانے کی ممانعت کی، جیسے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بکری کے مردار کے بارے میں فرمایا: "إِنَّمَا حُرِّمَ أَكْلُهَا" یعنی صرف اس کا کھانا حرام ہے۔ یہ احادیث مردار کی حرمت کو عملی طور پر واضح کرتی ہیں اور اس کے علاوہ مچھلی اور ٹڈیوں کو استثناء قرار دیتی ہیں۔ امام ابن قدامہ نے احادیث کی روشنی میں بیان کیا کہ مردار کی حرمت اس کی نجاست اور جسمانی ضرر کی وجہ سے ہے۔<sup>21</sup> یہ احادیث فقہی احکام کی بنیاد ہیں جو مردار کے استعمال میں فرق کرتی ہیں، جیسے

<sup>16</sup> ابن نجیم، زین الدین ابراہیم بن محمد، الاشباہ والنظائر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1998، ج 2، ص 112

<sup>17</sup> السرخسی، شمس الدین محمد بن احمد، المبسوط، دار المعرفہ، بیروت، 1989، ج 10، ص 24

<sup>18</sup> البقرہ: 173

<sup>19</sup> المائدہ: 3

<sup>20</sup> یحییٰ بن شرف النووی، روضة الطالبین وعمدة المفتین، بیروت: المکتب الاسلامی، 1991، ج 1، ص 256

<sup>21</sup> موفق الدین ابن قدامہ، المغنی، بیروت: دار الفکر، 1985، ج 9، ص 412

جلد وباغت کے بعد پاک ہو جاتی ہے مگر گوشت حرام رہتا ہے۔ اس طرح سنت نبوی قرآن کی تشریح کرتی ہے اور امت کو عملی رہنمائی فراہم کرتی ہے تاکہ حرمت کی پابندی میں آسانی اور وضاحت ہو۔ یہ احکام شریعت کی جامعیت کو ظاہر کرتے ہیں جو مختلف حالات میں رخصت اور عزیمت دونوں کو مد نظر رکھتے ہیں۔

### حرمت مردار کی حکمتیں اور مقاصد

حرمت مردار کی حکمتیں اور مقاصد شریعت کے مقاصد سے جڑے ہوئے ہیں جو انسانی جان، صحت اور پاکیزگی کی حفاظت کرتے ہیں۔ مردار میں جراثیم، زہریلے مادے اور خون کی وجہ سے شدید جسمانی نقصان ہوتا ہے جو بیماریوں کا سبب بنتا ہے، اس لیے اسے حرام قرار دیا گیا تاکہ انسان محفوظ رہے۔ روحانی اعتبار سے یہ حرمت اللہ کے نام پر ذبح کیے جانے والے جانور اور مردار میں فرق پیدا کرتی ہے جو توحید اور شکر کی علامت ہے۔ امام غزالی نے اس حرمت کی حکمت بیان کرتے ہوئے کہا کہ مردار کی ممانعت انسان کو نجاست اور ضرر سے دور رکھتی ہے اور شریعت کی رحمت کو ظاہر کرتی ہے<sup>22</sup>۔ یہ حکم مقاصد شریعت جیسے حفظ النفس اور حفظ الصحت کو پورا کرتا ہے اور امت کو پاکیزہ اور صحت مند زندگی کی طرف راغب کرتا ہے۔ حرمت کی یہ حکمت معاصر سائنسی تحقیقات سے بھی ثابت ہوتی ہے جو مردار میں بیکٹیریا اور ٹاکسز کی موجودگی کو بیان کرتی ہیں۔ اس طرح یہ حرمت صرف عبادت نہیں بلکہ انسانی فلاح اور بہتری کا ذریعہ ہے جو اللہ کی حکمت اور رحمت کا مظہر ہے۔

### 6- فقہ حنفی میں مردار کے استعمال کی اجازت

#### اضطرابی حالت میں مردار کے استعمال کا حکم

فقہ حنفی میں اضطرابی حالت میں مردار کے استعمال کا حکم یہ ہے کہ جب انسان شدید بھوک یا پیاس کی وجہ سے جان کے خطرے میں ہو اور کوئی حلال چیز دستیاب نہ ہو تو مردار کا استعمال جائز ہو جاتا ہے بلکہ بعض صورتوں میں واجب بھی ہو سکتا ہے تاکہ جان بچائی جاسکے۔ یہ حکم قرآن کریم کی آیت سے مستنبط ہے جہاں اضطراب کی صورت میں رخصت دی گئی ہے اور فقہ حنفی اسے "الضرورات تبيح المحظورات" کے اصول پر قائم کرتی ہے۔ اضطراب کی یہ حالت صرف جان کی حفاظت تک محدود ہے اور اس میں مردار کا گوشت کھانا مباح قرار دیا جاتا ہے مگر یہ اجازت عارضی ہوتی ہے اور ضرورت ختم ہوتے ہی حرمت واپس آ جاتی ہے۔ فقہاء حنفی اسے اس لیے جائز قرار دیتے ہیں کہ شریعت جان کی حفاظت کو مقدم رکھتی ہے اور انسانی ہلاکت کو روکنا مقصد ہے۔ اگر کوئی شخص اضطراب میں مردار نہ کھائے اور مر جائے تو وہ گناہ گار ہو گا کیونکہ جان بچانا واجب ہے۔ یہ حکم صرف حرام لذت جیسے مردار پر بھی لاگو ہوتا ہے جب متبادل موجود نہ ہو۔ ابن عابدین نے رد المحتار میں بیان کیا ہے کہ اضطراب کی حالت میں مردار کھانا جائز ہے جب تک جان کا خطرہ ہو اور باغیہ روئی نہ ہو۔<sup>23</sup> السرخسی نے بھی المبسوط میں اس حکم کی تائید کی ہے کہ شدید بھوک میں مردار کا استعمال جائز اور بعض اوقات لازم ہے۔<sup>24</sup> یہ حکم فقہ حنفی کی لچک کو ظاہر کرتا ہے جو انسانی جان کو شریعت کی حدود میں رکھتے ہوئے حفاظت کرتی ہے۔ اضطراب کی یہ رخصت صرف کھانے تک ہے اور اسے لذت یا عادی بنانا جائز نہیں۔ اگر اضطراب کی حالت میں بھی حلال چیز دستیاب ہو تو مردار حرام رہے گا۔ یہ حکم شریعت کی رحمت ہے جو مشکل حالات میں انسان کو تباہی سے بچاتی ہے مگر احتیاط کی تاکید کرتی ہے تاکہ غلط فائدہ نہ اٹھایا جائے۔ فقہ حنفی میں یہ بات واضح ہے کہ اضطراب کی حالت حقیقی اور یقینی ہونی چاہیے نہ کہ محض خوف یا گمان پر مبنی۔ اس حکم سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شریعت احکام کو جامد نہیں رکھتی بلکہ انسانی ضروریات کے مطابق ڈھالتی ہے۔

#### مردار کے استعمال کی شرائط

فقہ حنفی میں اضطرابی حالت میں مردار کے استعمال کی سخت شرائط وضع کی گئی ہیں تاکہ یہ استثناء غلط طور پر استعمال نہ ہو اور شریعت کی حرمت محفوظ رہے۔ سب سے اہم شرط یہ ہے کہ اضطراب حقیقی ہو یعنی جان کا حقیقی خطرہ ہو اور شدید بھوک یا پیاس سے ہلاکت کا اندیشہ ہو۔ دوسری شرط متبادل کی عدم موجودگی ہے یعنی کوئی حلال غذا دستیاب نہ ہو اور تلاش کے باوجود کچھ نہ ملے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ استعمال قدر ضرورت تک محدود ہو اور اس سے تجاوز نہ کیا جائے۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ شخص باغی یا متجانف نہ ہو یعنی گناہ کی طرف مائل نہ ہو بلکہ صرف جان بچانے کا ارادہ ہو۔ پانچویں شرط یہ ہے کہ مردار کا استعمال عادی نہ بنایا جائے اور ضرورت ختم ہوتے ہی حرام چیز سے اجتناب کیا جائے۔ یہ شرائط اس لیے ضروری ہیں کہ اضطراب کی رخصت عارضی اور محدود ہے۔ ابن نجیم نے الاشباہ والنظائر میں ان شرائط کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ اضطراب میں مردار کا استعمال جائز ہے مگر صرف ان شرائط کے ساتھ جو جان کی حفاظت تک محدود رکھیں۔<sup>25</sup> اکاسانی نے بدائع الصنائع میں بھی ان شرائط کی تاکید کی

<sup>22</sup> أبو حامد الغزالي، إحياء علوم الدين، بيروت: دار المعرفة، 2000، ج 2، ص 89

<sup>23</sup> ابن عابدین، محمد امین بن عمر، رد المحتار علی الدر المختار، دار الفکر، بیروت، 1992، ج 6، ص 329

<sup>24</sup> السرخسی، شمس الدین محمد بن احمد، المبسوط، دار المعرفہ، بیروت، 1989، ج 24، ص 51

<sup>25</sup> ابن نجیم، زین الدین ابراہیم بن محمد، الاشباہ والنظائر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1998، ج 1، ص 92

ہے کہ مردار کا استعمال اضطرار کی شدت اور متبادل کی عدم موجودگی پر منحصر ہے۔<sup>26</sup> یہ شرائط فقہ حنفی کی احتیاط کو ظاہر کرتی ہیں جو رخصت کو سختی سے کنٹرول کرتی ہیں۔ اگر کوئی شرط نہ پوری ہو تو استعمال حرام رہے گا۔ یہ شرائط قرآن کی آیت "غیر متجانف لاثم" سے مستنبط ہیں جو گناہ کی طرف مائل نہ ہونے کی شرط لگاتی ہیں۔ اضطرار کی یہ شرائط عملی زندگی میں رہنمائی کرتی ہیں کہ رخصت کا غلط استعمال نہ ہو۔ فقہاء نے انہیں اس لیے سخت رکھا کہ شریعت کی حدود کی خلاف ورزی نہ ہو۔ یہ شرائط انسانی کمزوری کو تسلیم کرتی ہیں مگر انہیں قابو میں رکھتی ہیں۔

### ضرورت کے مطابق مقدار کی تحدید

فقہ حنفی میں اضطرار کی حالت میں مردار کے استعمال کی مقدار کو ضرورت کے مطابق محدود رکھا گیا ہے تاکہ رخصت سے تجاوز نہ ہو اور حرمت کی خلاف ورزی نہ ہو۔ مقدار کی تحدید یہ ہے کہ صرف اتنا کھایا جائے جتنا جان بچانے اور ہلاکت سے بچنے کے لیے ضروری ہو یعنی پیٹ بھر کر نہیں بلکہ صرف زندہ رہنے کے لیے۔ اگر ضرورت سے زیادہ کھایا جائے تو وہ حرام ہو گا اور گناہ کا باعث بنے گا۔ یہ تحدید اس لیے ہے کہ اضطرار کی رخصت صرف جان کی حفاظت تک ہے نہ کہ لذت یا توازن تک۔ فقہاء حنفی اسے "قدر الضرورة" کہتے ہیں یعنی صرف قدر ضرورت۔ اگر شخص اتنا کھالے کہ مزید ضرورت نہ رہے تو باقی حرام رہے گا۔ یہ اصول دیگر حرام چیزوں جیسے خمر یا خنزیر پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ ابن عابدین نے رد المحتار میں واضح کیا ہے کہ اضطرار میں مردار کی مقدار صرف اتنی ہو جتنی ہلاکت سے بچنے کے لیے کافی ہو اور اس سے زیادہ حرام ہے۔<sup>27</sup> ابن نجیم نے بھی الاشباہ والنظائر میں مقدار کی تحدید بیان کی ہے کہ ضرورت کے مطابق ہی استعمال جائز ہے اور تجاوز گناہ ہے۔<sup>28</sup> یہ تحدید شریعت کی حکمت کو ظاہر کرتی ہے جو رخصت کو محدود رکھتی ہے۔ مقدار کی یہ پابندی اس لیے اہم ہے کہ انسان اضطرار کو عذر بنا کر حرام سے فائدہ نہ اٹھائے۔ اگر ضرورت ختم ہو جائے تو فوری طور پر حرام چیز چھوڑنی چاہیے۔ یہ اصول فقہ حنفی میں مرکزی ہے جو اضطرار کی رخصت کو احتیاط سے استعمال کرتا ہے۔ مقدار کی تحدید سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شریعت انسانی کمزوری کو دیکھتی ہے مگر حدود کی پابندی بھی کراتی ہے۔

### 7- فقہائے احناف کی آراء

فقہائے احناف نے قاعدہ الضرورات معیح المخطورات کو اپنی فقہی ساخت میں مرکزی حیثیت دی ہے اور اسے شریعت کی رحمت اور یسر کے مظہر کے طور پر قبول کیا ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اضطرار کی حالت میں حرام کی اباحت کو قرآن و سنت کی روشنی میں تسلیم کیا اور اسے انسانی جان اور سلامتی کی حفاظت کے لیے ناگزیر قرار دیا۔ ان کے نزدیک یہ قاعدہ صرف میتہ کھانے تک محدود نہیں بلکہ دیگر مخطورات جیسے آکرہ میں کلمہ کفر ادا کرنا یا شدید ضرورت میں حرام استعمال بھی شامل ہے، بشرطیکہ اضطرار حقیقی ہو اور حد سے تجاوز نہ ہو۔ امام ابو حنیفہ نے اس اصول کو فقہی استنباط میں استعمال کرتے ہوئے احکام میں پلک پیدا کی جو امت کے لیے آسانی کا باعث بنی۔ امام ابن عابدین نے اس قاعدہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ اضطرار میں رخصت کا سبب ہے اور شریعت کے مقاصد کی تکمیل کرتا ہے۔<sup>29</sup> فقہائے احناف اسے دیگر قواعد جیسے "المشقة تجلب التيسير" سے مربوط کرتے ہیں جو مجموعی طور پر حنفی فقہ کی جامعیت کو ظاہر کرتے ہیں اور معاشرتی حالات میں عملی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

### امام ابو حنیفہ کا موقف

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا موقف اس قاعدہ کے بارے میں انتہائی واضح اور متوازن ہے جہاں وہ اضطرار کو حرام کی اباحت کا سبب قرار دیتے ہیں مگر اسے سخت شرائط سے مشروط کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک اضطرار صرف شدید بھوک یا جان کے خطرے تک محدود ہے اور یہ اجازت صرف ضرورت کی مقدار تک رہتی ہے، جیسے میتہ کھانا یا شدید گھٹن میں خمر کا ٹھوڑا استعمال۔ امام ابو حنیفہ نے قرآن کی آیات جیسے "فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ" کو بنیاد بنایا اور اسے عمومی اصول تک وسعت دی۔ وہ اس بات پر زور دیتے تھے کہ اضطرار میں بھی باغیانہ ارادہ یا تجاوز ممنوع ہے تاکہ حرام کا دروازہ کھلا نہ رہے۔ امام سرخسی نے امام ابو حنیفہ کے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے بیان کیا کہ یہ قاعدہ انسانی زندگی کی حفاظت کو مقدم رکھتی ہے اور شریعت کی حکمت کو ظاہر کرتی ہے۔<sup>30</sup> ان کا یہ موقف فقہی مسائل میں توازن قائم رکھتا ہے اور ضرورت کی بنیاد پر

<sup>26</sup> الکاسانی، علاء الدین ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2003، ج 5، ص 37

<sup>27</sup> ابن عابدین، محمد امین بن عمر، رد المحتار علی الدر المختار، دار الفکر، بیروت، 1992، ج 6، ص 332

<sup>28</sup> ابن نجیم، زین الدین ابراہیم بن محمد، الاشباہ والنظائر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1993، ج 1، ص 88

<sup>29</sup> ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، بیروت: دار الفکر، 1992، ج 6، ص 145

<sup>30</sup> شمس الدین السرخسی، المبسوط، بیروت: دار المعرفۃ، 1993، ج 24، ص 78

رخصت دیتا ہے مگر عزیمت کو ترجیح دیتا ہے جب تک اضطراب نہ ہو۔ اس طرح امام ابوحنیفہ نے اس قاعدہ کو حنفی فقہ کی بنیاد بنایا جو بعد کے فقہاء کے لیے رہنما اصول ثابت ہوا۔

### امام ابو یوسف اور امام محمد کی آراء

امام ابو یوسف اور امام محمد شیبانی رحمہما اللہ نے امام ابوحنیفہ کے موقف کو مزید وسعت اور تفصیل سے بیان کیا اور اس قاعدہ کو عملی مسائل میں اطلاق دیا۔ امام ابو یوسف نے اضطراب کی تعریف کو قدرے وسیع کیا اور حاجت کی بعض صورتوں میں بھی رخصت کی اجازت دی، جبکہ امام محمد نے اسے مقاصد شریعت سے مربوط کر کے بیان کیا کہ یہ قاعدہ حفظ النفس اور حفظ المال جیسے مقاصد کی حفاظت کرتی ہے۔ دونوں نے بیٹہ، خمر اور دیگر محظورات میں اضطراب کی صورت میں اباحت کو تسلیم کیا مگر مقدار اور شرائط پر سختی سے زور دیا۔ امام محمد نے اپنی کتب میں اس قاعدہ کو مختلف معاملات جیسے مالی بحران یا طبی ضرورت میں استعمال کیا۔ امام کاسانی نے صاحبین کی آراء کی روشنی میں بیان کیا کہ یہ قاعدہ شریعت کی رحمت ہے اور ضرورت میں حرام کو مباح کر دیتی ہے<sup>31</sup>۔ صاحبین کی یہ آراء حنفی فقہ کو مزید منظم اور جامع بناتی ہیں اور متاخرین کے لیے استنباط کا ذریعہ بنیں۔ ان کی تشریحات نے قاعدہ کو معاصر مسائل تک قابل تطبیق بنایا۔

### متاخرین احناف کی تشریحات

متاخرین احناف نے اس قاعدہ کی تشریح کو مزید گہرائی اور وسعت دی اور اسے حنفی فقہ کی کبریٰ قواعد میں شمار کیا۔ امام ابن نجیم اور امام زین الدین ابن نجیم نے اسے الأشباہ والنظائر میں تفصیل سے بیان کیا جہاں اضطراب، حاجت اور مشقت کے درجات کو متمایز کیا گیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ قاعدہ صرف جان بچانے تک نہیں بلکہ شدید مشقت میں بھی اطلاق پاتی ہے مگر ہمیشہ محدود اور مشروط رہتی ہے۔ متاخرین نے اسے معاصر مسائل جیسے طبی علاج میں حرام ادویات، مالی لین دین میں سود کی ضرورت یا دیگر حالات میں استعمال کیا۔ امام ابن عابدین نے رد المحتار میں اس کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ یہ قاعدہ شریعت کی جامعیت کو ظاہر کرتی ہے اور انسانی فلاح کو یقینی بناتی ہے<sup>32</sup>۔ ان کی تشریحات نے قاعدہ کو زندہ اور فعال رکھا جو آج بھی فقہی فتاویٰ میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ اس طرح متاخرین نے اسے حنفی مکتب فکر کی ایک زندہ روایت بنایا جو وقت کے ساتھ تبدیل ہونے والے حالات میں رہنمائی فراہم کرتی ہے۔

### 8- مردار کے استعمال سے متعلق فقہی اختلافات

فقہ اسلامی میں مردار (میت) کے استعمال سے متعلق احکام میں متعدد فقہی اختلافات پائے جاتے ہیں جو اضطراب کی نوعیت، اس کے تعین اور استعمال کی حدود پر مبنی ہیں۔ یہ اختلافات بنیادی طور پر قرآن و سنت کی تفسیر، اضطراب کی تعریف اور شریعت کے مقاصد کی ترجیحات سے جنم لیتے ہیں۔ حنفی فقہاء اضطراب کو انتہائی شدید حالت قرار دیتے ہیں جہاں جان کا حقیقی خطرہ ہو، جبکہ دیگر مذاہب میں اسے قدرے وسیع تر لیا گیا ہے۔ یہ اختلافات مردار کے استعمال کو محدود رکھنے اور حرام کے دروازے کو بند رکھنے کے لیے اہم ہیں۔ امام ابن نجیم نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اضطراب کی صورت میں مردار کا استعمال جائز ہے مگر اس کی شرائط پر سختی ضروری ہے<sup>33</sup>۔ یہ اختلافات فقہی اجتہاد کی وسعت کو ظاہر کرتے ہیں اور امت کو مختلف حالات میں رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ مختلف مکاتب فکر نے مردار کے استعمال کو شریعت کی رحمت اور انسانی ضرورت کے توازن میں دیکھا ہے تاکہ حرمت برقرار رہے مگر جان کی حفاظت بھی ممکن ہو۔ یہ فقہی تنوع شریعت کی جامعیت کا مظہر ہے جو وقت اور حالات کے مطابق اطلاق پاتا ہے۔

### اضطراب کے تعین میں اختلاف

اضطراب کے تعین میں فقہاء کے درمیان نمایاں اختلاف پایا جاتا ہے جو مردار کے استعمال کی بنیاد بنتا ہے۔ حنفی فقہاء کے نزدیک اضطراب وہ شدید حالت ہے جہاں انسان بغیر مردار کھانے جان سے ہلاک ہو جائے، جیسے شدید بھوک یا پیاس میں جہاں متبادل موجود نہ ہو۔ امام ابوحنیفہ اور صاحبین نے اسے جان کے خطرے تک محدود رکھا ہے۔ مالکی فقہاء نے اضطراب کو قدرے وسیع کیا اور شدید مشقت یا بیماری کی صورت میں بھی مردار کی اباحت کو جائز قرار دیا۔ شافعی اور حنبلی فقہاء نے بھی اضطراب کو جان بچانے والی حالت قرار دیا مگر بعض صورتوں میں حاجت کو بھی شامل کیا۔ امام نووی نے شافعی موقف بیان کرتے ہوئے کہا کہ اضطراب میں مردار کا استعمال جائز ہے بشرطیکہ بغیر

<sup>31</sup> علماء الدین الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، بیروت: دار الکتب العلمیة، 1986، ج 7، ص 201

<sup>32</sup> ابن عابدین، حاشیة رد المحتار، بیروت: دار إحياء التراث العربی، 1987، ج 3، ص 456

<sup>33</sup> ابن نجیم الحنفی، الأشباہ والنظائر، بیروت: دار الکتب العلمیة، 1993، ج 1، ص 112

باغیانہ ارادے کے ہو<sup>34</sup>۔ یہ اختلاف اضطراب کی تعریف کی گہرائی سے پیدا ہوتا ہے جہاں ایک طرف سخت شرائط ہیں تو دوسری طرف انسانی مشقت کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔ اس طرح مختلف مذاہب نے اضطراب کو مختلف زاویوں سے دیکھا جو شریعت کی رحمت کو مختلف حالات میں ظاہر کرتے ہیں۔

### مقدار استعمال کے بارے میں اختلاف

مردار کے استعمال کی مقدار کے بارے میں بھی فقہاء میں واضح اختلاف موجود ہے جو اس کی اباحت کو محدود رکھنے کا ذریعہ ہے۔ حنفی فقہاء کے نزدیک مقدار صرف اتنی ہو سکتی ہے جو جان بچانے کے لیے ضروری ہو، یعنی سیر ہونے تک نہیں بلکہ ہلاکت سے بچنے تک۔ امام محمد شیبانی نے اسے "قدر الضرورة" تک محدود کیا ہے۔ شافعی فقہاء نے بھی مقدار کو ضرورت تک رکھا مگر بعض صورتوں میں تھوڑی زیادتی کی اجازت دی اگر بھوک شدید ہو۔ مالکی فقہاء نے مقدار میں قدرے وسعت دی اور کہا کہ جب تک اضطراب باقی ہے تب تک استعمال جائز ہے۔ حنبلی فقہاء نے مقدار کو انتہائی کم رکھا اور تجاوز کو سخت منع کیا۔ امام ابن قدامہ نے حنبلی موقف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مردار کی مقدار صرف بقا کے لیے کافی ہو اور اس سے زیادہ حرام ہے<sup>35</sup>۔ یہ اختلاف مقدار کی پابندی کو یقینی بناتا ہے تاکہ حرام کا استعمال ضرورت سے تجاوز نہ کرے۔ مختلف مذاہب نے اسے شریعت کے توازن اور انسانی ضرورت کے مطابق ترتیب دیا ہے جو فقہی احتیاط کو ظاہر کرتا ہے۔

### دیگر فقہی مذاہب کے ساتھ مختصر تقابلی جائزہ

دیگر فقہی مذاہب کے ساتھ تقابلی جائزہ لینے سے مردار کے استعمال میں حنفی موقف کی خصوصیات نمایاں ہوتی ہیں۔ حنفی فقہ اضطراب کو انتہائی شدید اور جان کے خطرے تک محدود رکھتی ہے جبکہ مالکی فقہ میں اضطراب اور شدید حاجت دونوں کو شامل کیا جاتا ہے۔ شافعی فقہ حنفی کے قریب ہے مگر مقدار میں قدرے پلک رکھتی ہے۔ حنبلی فقہ سخت ترین ہے جہاں اضطراب کی شرائط انتہائی سخت ہیں اور تجاوز کی کوئی گنجائش نہیں۔ امام غزالی نے شافعی اور دیگر مذاہب کے تقابلی میں بیان کیا کہ مردار کی اباحت اضطراب کی بنیاد پر ہے مگر ہر مذہب نے اپنی تشریح کے مطابق حدود متعین کی ہیں<sup>36</sup>۔ یہ تقابلی جائزہ شریعت کی وسعت اور فقہی تنوع کو ظاہر کرتا ہے جو ایک ہی نص سے مختلف استنباط ممکن بناتا ہے۔ حنفی مکتب فکر اس میں احتیاط اور توازن کا مظہر ہے جبکہ دیگر مذاہب انسانی مشقت کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں۔ اس طرح یہ اختلاف امت کے لیے رحمت اور آسانی کا باعث بنتے ہیں۔

### 9- قاعدہ الضرورات تیج المحظورات کے عملی اطلاقات

#### قاعدہ الضرورات تیج المحظورات

فقہی مسائل میں وسیع پیمانے پر اطلاق پاتی ہے جہاں یہ حرام کو شدید ضرورت اور اضطراب کی بنیاد پر مباح قرار دیتی ہے۔ فقہائے احناف کے نزدیک یہ قاعدہ متعدد مسائل میں استعمال ہوتی ہے جیسے شدید بھوک میں مردار کھانا، اکراہ میں کلمہ کفر ادا کرنا، یا شدید بیماری میں حرام دوا کا استعمال۔ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص شدید بیاس میں پانی نہ پائے اور شراب کے علاوہ کوئی چیز دستیاب نہ ہو تو اسے تھوڑی مقدار میں استعمال کی اجازت ہے تاکہ جان بچ سکے۔ اسی طرح سفر میں اگر حلال کھانا نہ ملے تو مردار کی محدود مقدار جائز ہے۔ یہ قاعدہ فقہی کتب میں مختلف ابواب جیسے طہارت، صلا، معاملات اور جنایات میں نظر آتی ہے۔ امام ابن عابدین نے اس کی تطبیق بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اصول اضطراب میں رخصت دیتا ہے اور شریعت کی رحمت کو عملی شکل دیتا ہے<sup>37</sup>۔ اس طرح یہ قاعدہ فقہی احکام کو لچکدار بناتی ہے اور انسانی مشکلات کو شریعت کے دائرے میں حل کرتی ہے۔ مختلف مذاہب میں بھی اس کی تطبیق مختلف درجوں میں موجود ہے مگر حنفی فقہ میں اسے سخت شرائط کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے تاکہ حرام کی عادی نہ بنے۔ یہ عملی اطلاقات شریعت کی جامعیت کو ظاہر کرتے ہیں جو ہر دور میں رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

### جان بچانے کے اصول کے ساتھ اس کا تعلق

قاعدہ الضرورات تیج المحظورات کا بنیادی تعلق حفظ النفس یعنی جان بچانے کے شرعی اصول سے ہے جو مقاصد شریعت کے پانچوں اہم مقاصد میں سب سے مقدم ہے۔ اسلام میں جان کی حفاظت کو اللہ کی امانت قرار دیا گیا ہے اور اس کی حفاظت کے لیے بہت سے احکام میں رخصت دی گئی ہے۔ یہ قاعدہ اسی اصول کی عملی شکل ہے جہاں جان کے خطرے کی صورت میں حرام مباح ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر شدید بھوک میں مردار کھانا، شدید زخم میں خنزیر کی چربی سے مرہم لگانا، یا اکراہ میں جان بچانے

<sup>34</sup> یحییٰ بن شرف النووی، المجموع شرح المہذب، بیروت: دار الفکر، 1995ء، ج 9، ص 34

<sup>35</sup> موفق الدین ابن قدامہ، الکافی فی فقہ الإمام أحمد بن حنبل، بیروت: دار الکتب العلمیة، 1994ء، ج 4، ص 567

<sup>36</sup> أبو حامد الغزالی، الوسیط فی المذہب، القاہرہ: دار السلام، 1997ء، ج 2، ص 189

<sup>37</sup> ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، بیروت: دار الفکر، 1992ء، ج 1، ص 289

کے لیے حرام فعل کرنا اسی سے متعلق ہے۔ امام سرخسی نے اس تعلق کی وضاحت کرتے ہوئے بیان کیا کہ اضطراب میں حرام کی اباحت جان کی بقا کو یقینی بنانے کے لیے ہے جو شریعت کا بنیادی مقصد ہے<sup>38</sup>۔ یہ قاعدہ جان بچانے کو حرمت سے بالاتر قرار دیتی ہے مگر اسے محدود رکھتی ہے تاکہ حرام کی طرف رجحان نہ ہو۔ دیگر مقاصد جیسے حفظ الدین اور حفظ العقل بھی اس سے جڑے ہوئے ہیں جیسے اکراہ میں کلمہ کفر کہنا جب جان کا خطرہ ہو۔ اس طرح یہ قاعدہ شریعت کے مقاصد کی تکمیل کرتی ہے اور انسانی زندگی کو اللہ کی طرف سے دی گئی امانت کے طور پر محفوظ رکھنے میں مدد دیتی ہے۔ یہ تعلق اس اصول کو انتہائی اہمیت کا حامل بناتا ہے جو فقہی استنباط کی بنیاد ہے۔

### جدید حالات میں اس اصول کی افادیت

جدید دور میں قاعدہ الضرورات تیج المحظورات کی افادیت انتہائی واضح ہے کیونکہ معاصر مسائل میں بہت سی صورتوں میں حلال متبادل دستیاب نہیں ہوتے اور شدید ضرورت پیش آتی ہے۔ طبی میدان میں یہ قاعدہ انتہائی مفید ثابت ہوئی ہے جیسے اگر کوئی مریض شدید بیماری میں مبتلا ہو اور حلال دوائی دستیاب نہ ہو تو حرام مادے والی دوا استعمال کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح مالی بحران میں اگر جان یا مال کی حفاظت کے لیے محدود سود لینا پڑے تو بعض فقہاء اسے اضطراب میں جائز قرار دیتے ہیں۔ جدید ٹرانسپلانٹیشن میں خنزیر کے والو کا استعمال یا مصنوعی اعضاء میں حرام اجزا کی صورت میں بھی یہ قاعدہ رہنمائی کرتی ہے۔ امام زین الدین ابن نجیم نے اس اصول کی وسعت بیان کرتے ہوئے کہا کہ یہ جدید حالات میں بھی انسانی مشقت کو دور کرنے کا ذریعہ ہے<sup>39</sup>۔ فضائی حادثات، قدرتی آفات، جنگی حالات اور وبائی امراض میں بھی یہ قاعدہ جان بچانے اور مشکلات کم کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ یہ اصول شریعت کو جامد نہیں بلکہ زندہ اور فعال رکھتی ہے جو وقت کے ساتھ چلنے والے مسائل کا حل پیش کرتی ہے۔ اس کی افادیت اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ اسلام انسانی فطرت اور حالات کو مد نظر رکھ کر احکام دیتا ہے اور ہر دور میں رحمت کا باعث بنتا ہے۔

### 10۔ نتائج اور سفارشات

#### تحقیق کے بنیادی نتائج

اس تحقیق سے یہ واضح ہوا کہ فقہ حنفی میں "الضرورات تیج المحظورات" کا اصول مردار کے استعمال کے معاملے میں انتہائی احتیاط اور شرائط کے ساتھ لاگو ہوتا ہے۔ قرآن و سنت میں مردار کی حرمت قطعی اور واضح ہے مگر اضطراب کی شدید حالت میں جہاں جان کا حقیقی خطرہ ہو تو اس کی حرمت عارضی طور پر ختم ہو جاتی ہے اور استعمال جائز ہو جاتا ہے۔ فقہ حنفی کے امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں نے اس اصول کو جان کی حفاظت تک محدود رکھا ہے اور مقدار کو صرف قدر ضرورت تک مشروط کیا ہے۔ اضطراب کی تعریف، اس کی شرائط، درجات اور مقدار کی تحدید میں فقہ حنفی کی احتیاط نمایاں ہے جو غلط استعمال سے بچاتی ہے۔ دیگر فقہی مذاہب کے مقابلے میں حنفی مکتب اس معاملے میں زیادہ محتاط اور منظم ہے۔ تحقیق سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ اصول شریعت کی رحمت اور چلک کی ایک روشن مثال ہے جو انسانی کمزوریوں کو تسلیم کرتی ہے مگر حدود کی خلاف ورزی کی اجازت نہیں دیتی۔ مردار کے استعمال کی اجازت صرف انتہائی مجبوری اور جان بچانے کی صورت میں ہے اور یہ رخصت عادی یا لذت کے لیے نہیں بلکہ صرف ہلاکت سے نجات کے لیے ہے۔ یہ نتائج فقہ حنفی کی جامعیت اور عملی اطلاق کی طاقت کو ثابت کرتے ہیں کہ شریعت ہر دور کے بحرانوں میں رہنمائی فراہم کر سکتی ہے۔

#### فقہ حنفی کے اصولوں کی عملی اہمیت

فقہ حنفی کے یہ اصول عملی زندگی میں انتہائی اہمیت رکھتے ہیں کیونکہ یہ انسانی جان کی حفاظت کو مقدم رکھتے ہوئے شریعت کی حرمتوں کو محفوظ رکھتے ہیں۔ جب شدید بھوک، جنگی حالات، قدرتی آفات یا طبی ایمر جنسی میں حلال متبادل دستیاب نہ ہو تو یہ اصول انسان کو تباہی سے بچاتے ہیں۔ جدید دور میں بھی یہ اصول طبی علاج، غذائی بحران اور معاشی مجبوریوں میں رہنمائی کرتے ہیں جہاں حرام چیزوں کا محدود استعمال جان بچانے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ فقہ حنفی کی احتیاط اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ رخصت کا غلط فائدہ نہ اٹھایا جائے اور یہ صرف حقیقی اضطراب تک محدود ہے۔ یہ اصول نہ صرف فقہی مباحث میں بلکہ روزمرہ زندگی کے بحرانوں میں بھی عملی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ ان کی بدولت مسلمان معاشرہ مشکل حالات میں بھی شریعت کے دائرے میں رہ کر زندہ رہ سکتا ہے۔ یہ اصول شریعت کی حکمت کو ظاہر کرتے ہیں کہ وہ احکام کو جامد نہیں رکھتی بلکہ انسانی ضروریات اور حالات کے مطابق چلکدار بناتی ہے۔ اس طرح فقہ حنفی کے یہ اصول آج بھی زندہ اور فعال ہیں جو امت کو بحرانوں سے نکلنے میں مدد دیتے ہیں اور شریعت کی ابدیت کو ثابت کرتے ہیں۔

<sup>38</sup> شمس الدین السرخسی، الميسوط، بيروت: دار المعرفة، 1993، ج 10، ص 145

<sup>39</sup> زین الدین ابن نجیم، الأشباه والنظائر، بيروت: دار الکتب العلمیة، 1993، ج 1، ص 98

### مستقبل کی تحقیق کے لیے تجاویز

مستقبل کی تحقیق میں اس اصول کو جدید طبی، معاشی اور ماحولیاتی مسائل پر مزید گہرائی سے مطالعہ کیا جاسکتا ہے تاکہ اس کی افادیت کو نئی شکل دی جائے۔ جدید سائنسی تحقیق کی روشنی میں اضطرار کی تعریف اور اس کی شدت کے معیار کو مزید واضح کرنے کی ضرورت ہے۔ مختلف علاقوں اور ثقافتوں میں اضطرار کی عملی مثالیں جمع کر کے ان کا تقابلی جائزہ لیا جاسکتا ہے۔ فقہ حنفی کے علاوہ دیگر مکاتب فکر کے ساتھ مزید تفصیلی تقابلی مطالعہ بھی مفید ہو گا۔ ڈیجیٹل دور میں غذائی بحرانوں اور مصنوعی غذاؤں کے تناظر میں اس اصول کا اطلاق دیکھنا چاہیے۔ تحقیق کو عملی فتاویٰ کی سطح تک لے جا کر معاصر مسائل جیسے ویکسینز، مصنوعی گوشت اور ایئر جنسی ادویات پر اس کی روشنی ڈالی جاسکتی ہے۔ اس کے علاوہ تعلیمی نصاب میں اس اصول کی تدریس کو مزید موثر بنانے کے طریقے تلاش کیے جاسکتے ہیں تاکہ عام مسلمان اس کی درست فہم حاصل کر سکیں۔ یہ تجاویز مستقبل کی تحقیق کو زیادہ جامع اور عملی بنائیں گی جو امت کے لیے مفید ثابت ہوں گی۔